itsurdu.blogspot.com

افسانہ

سلمان بشیر

میرا عشق وی تو

میرا عشق وی تو میرا پیار وی تو

''وہ میری زندگی کا پہلا ورلڈ ٹور تھا۔''

مجھے سیاحت کا کوئی خاص شوق نہیں تھا بس یہ ایک بہانہ تھا جس کی بدولت میں اپنی انتہائی مصروف اور بے ہنگم زندگی سے کچھ دن کے لیے راہ فرار اختیار کر سکتا تھا۔

میری شادی میں دو ہفتے باقی تھے۔ گھر میں زور و شور سے شادی کی تیاری چل رہی تھی۔ تقریباً تمام اہم امور پورے ہو چکے تھے اور اب مجھے کچھ سکون چاہیے تھا۔ آفس سے بھی۔ یہاں کے سبھی لوگوں سے بھی اور اپنی منگیتر سے بھی، جو ہر لمحہ مجھ سے کچھ فرلانگ دور ہونے کے باوجود جونک کی طرح چمٹی رہتی تھی۔

میں ایک امیر گھر کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ کماؤ پوت تھا۔ گو کہ آفس میں پاپا بھی ہوتے تھے مگر آفس کی تمام ذمہ داریاں انہوں نے میرے جوان کندھوں پر ڈال رکھی تھیں۔ چھوٹا بھائی بھی آفس جوائن کر چکا تھا۔ ڈیفنس کے علاقے میں ہماری تین منزلہ محل نما کوٹھی ہمارے رتبے اور شان کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

میری ہونے والی بیوی کامیکہ بھی وہیں رہتا تھا۔ ان کا بھی رائس ملز کا بہت وسیع کاروبار تھا۔ اسی اعلیٰ رتبے کو

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

مدنظر رکھتے ہوئے پاپا نے میرے ہونے والے سسر سے بات چیت کرکے ہمارا رشتہ پکا کر دیا تھا۔ رشتے سے زیادہ میں اسے کاروباری ڈیل کہنا زیادہ پسند کرتا ہوں کیونکہ میری زندگی کا فیصلہ انہوں نے مجھ سے پوچھے بنا ہی کر دیا تھا۔ بھلا اس ترقی یافتہ دور میں بھی کوئی باپ ایسا کرتا ہے؟

مجھے اس بارے میں تب بتایا گیا جب لڑکی والوں نے ہمارے گھر ڈنر پر آنا تھا۔ ممی نے بھی پاپا کی اس معاملے میں اچھے سے کمر تھپکائی تھی۔ شاید اس پیسے کا سحر والدین کو کچھ ایسے اپنے بس میں کر لیتا ہے کہ ان کو اپنی اولاد کی خوشیاں نظر ہی نہیں آتیں۔ بس معاشرے میں گردن اور ناک اونچی رہنی چاہیے۔

ڈنر والے دن ہی ہماری منگنی کر دی گئی اور اسی وقت شادی کی ڈیٹ فائنل کر دی گئی۔ منگنی کے بعد میری منگیتر کے روز فون اور میسجز آنے لگے۔ میں لاکھ اگنور کرتا مگر پھر بھی اس کے میسجز میرے لیے وبال جاں بنے رہتے۔ یہ بات نہیں کہ مجھے وہ ناپسند تھی بس اس کا ہر وقت میرے سکون کو تباہ کرتے رہنا مجھے سخت ناپسند تھا۔

''تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے ہو؟''

''کوئی پیار بھرا میسج کیوں نہیں کرتے ہو؟''

''گڈ مارننگ اور گڈ نائٹ وش کیوں نہیں کرتے ہو؟''

وغیرہ وغیرہ۔

اس کے سارے سوال بس اسی قسم کے ہوتے۔ پیسہ انسان کو بولڈ بنا دیتا ہے۔ میں بھی بولڈ انسان تھا مگر ایک حد تک مگر وہ انتہائی بولڈ لڑکی تھی۔ اس کی سوچ بہت بولڈ تھی۔ وہ ہر چیز کو پیسے سے تولنا چاہتی تھی۔ گو کہ میں بھی پیسے کی بہت قدر کرتا تھا کیونکہ آج کے اس مشینی دور میں پیسے سے ہر کام ممکن ہو سکتا ہے مگر میں پیسے کو انسانوں کے مقابل انتہائی چھوٹا اور بے مول سمجھتا تھا۔

انہی دنوں مجھے ایک ورلڈ ٹور کے بارے میں خبر ملی۔ یہ موقع اچھا تھا کچھ دنوں کے لیے اس مصروف زندگی سے دور بھاگنے کا۔ میں نے آن لائن اپنی رجسٹریشن کروائی اور ساری رقم جمع کروا دی۔ جب سارے کام مکمل ہو گئے تو تب میں نے پاپا کو بتایا۔ وہ میری بات سن کر حیران رہ گئے۔

''تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟''

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

پاپا مجھ سے ناراض لگ رہے تھے۔

''آپ نے بھی تو مجھے نہیں بتایا تھا کہ آپ نے میرا رشتہ پکا کر دیا ہے۔'' میں نے ترکی بہ ترکی جواب دے کر پاپا کو لاجواب کر دیا۔

اپنا نمبر میں نے آف کر دیا تھا تاکہ میری منگیتر مجھے تنگ نہ کرے۔

اسی شام میں جہاز سے لندن روانہ ہو گیا۔ مطلوبہ جگہ پر پہنچنے پر معلوم ہوا کہ تقریباً سبھی لوگ پہنچ چکے تھے۔ ایک گھنٹے تک کچھ کاغذی کاموں کی جانچ پڑتال کے بعد ہم تقریباً بیس لوگ بذریعہ ڈبل سٹوری بس لندن کی سڑکوں پر مٹر گشتی کرنے لگے۔

بس میں ایک ڈرائیور دو انگریز گارڈز، ایک ٹورسٹ گائیڈ اور باقی کے سولہ لوگ جو مختلف ملکوں سے آئے تھے، بیٹھے ہوئے تھے۔ سب کی زبان، لباس اور تہذیب مختلف تھی لیکن پھر بھی وہ ایک ساتھ بیٹھے باتیں کر کے جان پہچان بڑھا رہے تھے۔

میں کانوں میں بڑے سے ہیڈ فون لگا کر میوزک سن رہا تھا۔ میں بس کے آخر میں بیٹھا ہوا تھا۔ گائیڈ نے کھڑے ہو کر سبھی کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ وہ ایک بہترین ٹرانسلیٹر بھی تھا جسے دنیا کی بیشتر زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ اس نے کھڑے ہو کر مسکرا کر گفتگو کا آغاز کیا۔

''تو دوستو! کیوں نا اس سفر کو یادگار بنایا جائے۔'' اس نے ہاتھوں کو پھیلاتے ہوئے چہک کر کہا تو سبھی نے شور مچا کر اس کی بات کی تائید کی۔

''تو دوستو! ہمارا یہ ٹرپ دس دن کا ہے۔ دس دنوں میں ہم نے سات ممالک کی سیر کرنی ہے۔ میں آپ کو دنیا میں موجود ایسی شاہکار چیزیں دکھاؤں گا جسے دیکھنے کے بعد آپ کا دل کبھی گھر واپس جانے کا نہیں کرے گا۔''

''اویس۔ آئی ڈونٹ واٹ ٹو گو بیک مائی ہوم۔'' ایک فرانسیسی اولڈ مین نے کھڑے ہو کر ہنس کر کہا تو سبھی ہنس پڑے۔ میں نے کانوں سے ہیڈ فون اتار دیئے تھے اور ان کی باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا۔

''تو جب ہم نے اتنے دن ایک ساتھ رہنا ہی ہے تو کیوں نا سب سے پہلے جان پہچان ہو جائے؟''

''ہاں ضرور۔'' انگریز دوشیزہ نے ہاں میں جواب دیا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

سبھی نے اپنا اپنا تعارف کروایا۔ ملک کا نام۔ جاب کی نوعیت اور سب سے اہم اس ٹور پر آنے کی اصلی وجہ۔

کوئی آسٹریلیا سے تھا تو کوئی اٹلی سے۔ کوئی انڈین تھا تو کوئی یورپین۔ سب نے اپنا اپنا تعارف کروایا۔ اس ٹور پر آنے کی وجہ سب کی ہی دلچسپ تھی۔ کوئی پھر سے جوانی جینے آیا تھا تو کسی کو گھر کے لوگوں سے الجھن تھی۔ کوئی بیوی سے تنگ تھا تو کوئی کاروباری دباؤ کی وجہ سے یہاں آیا تھا مگر ایک لڑکی جو سب سے آگے والی سیٹ پر بیٹھی تھی کھڑی ہوئی۔ اس کے سنہری لمبے چمکدار بال اس کی کمر سے نیچے تک پہنچے ہوئے تھے۔

اس نے ٹوٹی پھوٹی انگلش زبان میں بتایا کہ وہ مصر سے تعلق رکھتی ہے۔۔ اس کا نام ''زالکہ zalika'' ہے۔ وہ مصری وزیر صحت کی اکلوتی بیٹی اور ایک مصری وکیل کی بیوی ہے۔ جو اپنے خاوند کے شکی ذہن کی وجہ سے اس کو وقتی طور پر چھوڑ کر آ گئی ہے اور ذہنی سکون کی خاطر اس ٹور پر آئی ہے۔

اس کی آواز میں شیرینی بکھری ہوئی تھی۔ مصر کو خوبصورتی کی وجہ سے اس دنیا میں ایک مقام حاصل ہے جس تک آج تک کوئی نہیں پہنچ پایا ہے۔ میری شروع سے ہی کسی مصری خاتون کو دیکھنے کی بہت چاہ تھی۔ وہ چاہ اس ٹور کی بدولت پوری ہو رہی تھی لیکن ابھی تک میں نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ پھر گائیڈ نے مجھے اشارہ کیا تو میں اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ سب سے آخر میں بیٹھنے کی وجہ سے سب کی گردنیں پیچھے میری طرف مڑ گئیں۔ اس نے بھی مجھے مڑ کر دیکھا۔

ماشاءاللہ۔ کیا حسن تھا۔ بنانے والے نے کیا خوب بنایا تھا۔

میں نے اپنا تعارف کروایا۔

''میرا نام زیان آفریدی ہے اور میں ایک بزنس مین ہوں۔ زندگی کی مصروفیات سے تھک کر بیزار ہو گیا ہوں۔ منگیتر کی کالیں اور میسجز نے میرے جسم میں خون پیدا کرنا بند کر دیا ہے۔ اس کی باتوں سے خون جلتا ہے میرا۔ میری شادی میں دو ہفتے باقی ہیں اور میں دل اور ذہن کو ریلیکس کروانے کے لیے اس ٹور پر آیا ہوں۔''

''اوہ دیٹس گریٹ مسٹر زیان۔'' ایک برازلین لڑکی نے مجھے آنکھ مارتے ہوئے ہنس کر کہا تو اس کی حرکت پہ سبھی ہنسنے لگ گئے۔ میں بھی مسکرا دیا۔ یہ سفر مسکرانے کے لیے ہی تھا۔ زالکہ بھی ہنس پڑی۔ اسی طرح ہم ایک

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

پہاڑی علاقے پر موجود ریسٹ ہاؤس پر پہنچ گئے۔

ہم نے اپنا سامان اپنے اپنے کمروں میں شفٹ کیا اور فریش ہونے کے بعد گائیڈ کی ہدایت کے مطابق ریسٹ ہاؤس کے ڈائننگ ہال میں جمع ہو گئے۔ سارے گروپ میں صرف میں اور زالکہ ہی دو ایسے انسان تھے جو کہ مسلم تھے۔

ڈائننگ ہال میں گو کہ سب لوگوں کے مذہب کو دیکھتے ہوئے کھانا لگایا گیا تھا مگر میرا دل پھر بھی عجیب سی الجھن کا شکار تھا۔ ٹیبل پر چکن، کباب، ویجیٹیبل اور فروٹ سلاد، جوس اور روسٹ کی ڈشز لگی ہوئی تھیں۔

میں نے ایک پلیٹ میں فروٹ سلاد ڈالا۔ زالکہ جو کہ میرے بالکل سامنے ہی بیٹھی تھی کچھ دیر پہلے ہوئی میری حالت کی طرح پریشان نظر آ رہی تھی۔ گوشت شاید وہ بھی نہیں کھانا چاہتی تھی کیونکہ ہمیں کوئی پکا پتہ نہیں تھا کہ اس گوشت کو کس طرح سے پکایا گیا ہے۔ ذبح کیا گیا ہے یا نہیں اور تکبیر پڑھی گئی ہے یا نہیں۔

ایک کام میں مسلمان بہت اچھے ہیں۔ کام چاہے شیطانی کریں۔ زبان بھلے ہی سارا دن کفر بکتی رہے لیکن کھانے میں لاپرواہی نہیں کرتے۔ کھانا اسلامی طریقے سے ہو تو کھاتے ہیں وگرنہ انکاری ہو جاتے ہیں۔

میں نے زالکہ کو دیکھا تو اس نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں کہا کہ اس کو یہ کھانا نہیں کھانا کیونکہ اس کا دل مطمئن نہیں ہو رہا۔ میں نے تب پہلی بار اس سے بات کی۔

میں نے اپنی پلیٹ اس کے آگے رکھتے ہوئے کہا کہ یہ کھا لیں۔ یہ سلاد ہے اور اس سے کچھ نہیں ہو گا۔ گائیڈ کو جب اس بات کا علم ہوا تو اس نے ہمارے لیے کچھ سبزیاں بنوا کر پیش کیں۔ ہم نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور باہر کھلے آسمان تلے آ گئے جہاں ہمارے لیے بیٹھنے اور ستانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

بیٹھے بیٹھے اچانک سے ایک لڑکی نے گنگنانا شروع کر دیا۔ سبھی اس کے پیچھے پیچھے ہلکے ہلکے سر لگانے لگے۔ میں بھی اس کام میں پیش پیش تھا۔ پھر ہم سبھی دیر تک ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے۔ اس فری اوقات میں ہم سبھی ایک دوسرے کے بارے تقریباً سب کچھ جان گئے تھے۔

بڑے بڑے تاڑ کے درختوں کے درمیان گھرا وہ سرسبز و شاداب لان جنت کے کسی ٹکڑے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ اس لان میں ہم سبھی لوگ گول دائرے کی صورت میں بیٹھے ہوئے مزے کر رہے تھے۔ چاند بھی کبھی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کبھار تاڑ کے پیڑوں کے پیچھے سے سر اٹھا کر ہماری باتیں سن لیتا تھا۔ چاندنی رعایا بھی ہماری جاسوسی کر رہی تھی۔

زالکہ زیادہ بات چیت نہیں کر رہی تھی۔ اس انگریز بوڑھے نے زالکہ کو مخاطب کیا۔

''خوبصورت لڑکی! تم کیوں خاموش بیٹھی ہو؟ باتیں کرو۔ چلو ایسا کرو کہ اپنی زبان میں کوئی گانا سناؤ۔''

باقی سبھی نے ولیم کی بات سے اتفاق کرتے ہوئے زالکہ کا حوصلہ بڑھانے کے لیے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ زالکہ تھوڑی جھجکنے لگی۔ وہ میرے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی۔

میں نے اسے دیکھا۔ اور پھر۔ اس نے مجھے۔ آنکھیں چار ہوئیں۔ دل نہ جانے کیا خواہشیں کرنے لگ گیا۔

''سنا دیں کچھ۔'' میں نے پیار سے کہا اور اس نے گانا گانا سٹارٹ کر دیا۔ اس نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ چاند کی روشنی میں اس کا حسن اور نکھر کر سامنے آیا تھا۔ اس کے باریک ہونٹ ایسے ہل رہے تھے جیسے ہلکی ہلکی ہوا میں پھولوں کی پتیاں ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتی ہیں۔ اس کے سفید چمکدار دانت ہیرے کی طرح روشن تھے۔ اس کی آواز میں سوز تھا۔ وہ کوئی اداسی بھرا گیت گا رہی تھی۔ مجھے اس گیت کی کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی مگر اس کے بول سیدھے دل پر جا کر کہیں پیوست ہو رہے تھے۔ شاید اس لیے کہ وہ گیت زالکہ گنگنا رہی تھی۔ گاتے گاتے اس کی آواز بھر آئی۔ اس کی بند آنکھوں سے بھی اس کے آنسو نکل کر اس کے ڈھلوانی سرخ گالوں پر شبنم کے قطروں کی طرح بہنے لگے۔

میرے ہاتھ خود بخود ہی حرکت میں آ گئے۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور گیت بھی ختم ہو چکا تھا۔ میری انگلیاں اس کے گالوں پر پھسلنے لگیں۔ میں نے اس کے آنسو صاف کیے۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ مجھے اس کے آنسو صاف کرتے دیکھ کر نجانے اس کے من میں کیا آیا کہ اس نے مجھے جلدی سے گلے لگا لیا۔

سبھی نے ہلکی آواز میں سیٹیاں اور تالیاں بجائیں۔ جب وہ مجھ سے الگ ہوئی تو ہم دونوں ہی ایک دوسرے سے آنکھیں چرا رہے تھے۔ شاید یہ شرم تھی، جھجک تھی یا کسی نئے سفر کا آغاز۔

رات دیر گئے ہم اپنے کمروں میں لوٹے۔ میرے روم میں ہم چار آدمی تھے۔ آتے ہی بستروں پر ڈھے گئے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

مگر مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔

میرے بدن سے زالکہ کے لمس کی خوشبو آ رہی تھی۔ میری روح تک وہ خوشبو پھیل گئی تھی۔ بار بار مجھے وہی سین یاد آ رہا تھا۔ میرا اس کے گالوں پر انگلیاں پھیرنا اور اس کا مجھے اپنے گلے سے لگانا۔

اگلی صبح ناشتے کے بعد ہمارے سفر کا آغاز ہو گیا۔ دو گھنٹے کے تھکا دینے والے پہاڑی سفر کے بعد ہم ایک اونچی پہاڑی کے بالکل نیچے پہنچ گئے۔

ہم نے اس پہاڑی تک جانا تھا۔ پیدل چل کر۔ کیونکہ وہاں سے سارے ملک کا نظارہ ہوتا تھا۔ دو سمندر ایک دوسرے سے ملتے تھے اور بادل جسم سے گزرتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔

ہمارے سفر کا آغاز ہو گیا۔ ہم گارڈز اور ٹورسٹ گائیڈ کے پیچھے پیچھے لائن بنا کر پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ چہار سو بس برف سے ڈھکے درخت اور ٹھنڈی ہوائیں تھیں۔ میرے آگے زالکہ چل رہی تھی۔ اس نے اپنے سنہری بالوں کو پونی لگا رکھی تھی۔ اس کے بال سانپ کی طرح اس کی کمر تک لپٹے ہوئے تھے۔

پہاڑی پر پہنچ کر ہم نے کچھ دیر آرام کیا۔ ساتھ لایا ہوا کھانا کھایا اور تفریح کرنے لگے۔ پہاڑی بہت وسیع تھی۔ وہاں سے دنیا کا نظارہ بہت کمال کا تھا۔ بادل ہم سے گلے مل رہے تھے۔ ہوائیں پیشانی پر بوسہ لینے لگیں۔ آسمان سر پہ ممتا کی طرح پیار دینے لگا۔

وہاں ہم نے شام تک بہت مزے کیے۔ زالکہ کے ساتھ اور باقی سبھی کے ساتھ میں نے بہت ساری تصویریں بھی بنائیں۔ واقعی وہاں آ کر واپس گھر جانے کا کسی کا دل نہیں کر رہا تھا۔ دل چاہ رہا تھا کہ بس وہیں اپنی الگ دنیا بسا لیں مگر ہر بار جو دل چاہتا ہے وہ قسمت نہیں چاہتی۔

رات کو واپس اسی ریسٹ ہاؤس پہنچے۔ اگلے دن ہم بذریعہ ہوائی جہاز ایک سمندری جزیرے پر پہنچے۔ ہر طرف گھنے درخت۔ بھرا بھرا سا جنگل۔ ناریل اور اخروٹ کے بے تحاشہ پیڑ۔ اور سامنے سمندر۔ کیا قدرت تھی۔ واقعی وہ بنانے والا سب سے بہترین مصور ہے۔ میں نے سوئمنگ ڈریس پہنا اور سمندر میں دور تک آ گیا۔ میرے پیچھے باقی سب بھی آ گئے۔ کچھ زیادہ عمر کے لوگ کنارے کے پاس ہی مزے کرنے لگے۔ زالکہ بھی وہیں ان کے ساتھ کم گہرے پانی میں نہا رہی تھی۔ میں تیرتا ہوا اس کے پاس آ گیا اور اس سے پوچھے بنا ہی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

اس کا ہاتھ پکڑ کر سمندر میں آگے کی طرف تیرنے لگا۔ وہ ڈر رہی تھی مگر مجھے یقین تھا خود پہ کہ میں اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ میں اور زیادہ گہرائی والے پانی کی طرف چلا آیا۔

''زیان! مجھے ڈر لگ رہا ہے۔'' زالکہ نے ڈرتے ہوئے کہا۔

''ڈرو نہیں زالکہ۔ میں ہوں نا۔ میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ میں بس تمہارے دل سے یہ پانی کا ڈر نکالنا چاہ رہا تھا تاکہ پھر کبھی تم کو زندگی کے کسی سفر میں کنارے پر نا کھڑا رہنا پڑے۔''

اور پھر میں اس کو کچھ باتیں سمجھا کر تیرنا سکھانے لگا۔ وہ جب ڈوبنے لگتی تو میں اس کو پکڑ کر پانی کی سطح پر لے آتا۔ دو گھنٹے بعد وہ تیرنا سیکھ گئی اور میرے ساتھ ہی اکیلے تیر کر کنارے پر آئی۔ اس نے مجھے پھر گلے لگایا اور میرا شکریہ ادا کیا۔ ہمارے گیلے بدن ایک ساتھ لگتے ہی نجانے من میں کیا آنے لگا کہ ہم دونوں جلدی سے الگ ہو گئے۔ اس نے نظریں جھکا کر مجھے سوری کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

پھر وہاں سے ہم لندن کے میوزیم میں گئے۔ دنیا کے عجائبات دیکھ کر آنکھیں دنگ رہ گئیں۔ ایسی چیزیں نظروں سے گزریں جو پہلے صرف سن رکھی تھیں۔ آج ان کو دیکھ کر یقین ہی نہیں ہو رہا تھا۔

اس شام زالکہ میرے ساتھ ہی رہی۔ نجانے کیوں مجھے یہ محسوس ہوتا کہ زالکہ میرے ساتھ خود کو محفوظ تصور کرتی ہے۔ مجھے بھی اس کا ساتھ بہت اچھا لگتا تھا۔ ہم دونوں کو ہی شاید ایک دوسرے کی عادت ہو گئی تھی۔

عادتیں اچھی ہوں یا بری انسان کا سکون و چین غارت کر دیتی ہیں۔ ہم دونوں ایک دریا کے سامنے لگے پتھر کے بینچ پر بیٹھے تھے۔

''زالکہ۔ کیا تمہیں کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے جو پہلے کبھی نہ ہوا ہو؟''

''کیا مطلب؟'' وہ حیرت سے گویا ہوئی۔

''مطلب کہ کوئی ایسی فیلنگ جو یہاں آنے سے پہلے تمہارے دل میں نہیں تھی مگر اب ہے۔ کوئی ایسا احساس جو تمہیں اچانک سے بہت اچھا لگنے لگا ہو۔ کوئی ایسا لمحہ جسے تم بار بار جینا چاہتی ہو۔ کیا ایسا کچھ ہے؟''

''ہاں شاید۔''

''کیا مجھ سے شیئر کرنا چاہو گی؟''

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"نہیں زیان۔" زالکہ نے ٹھنڈی سانس چھوڑتے ہوئے کہا تو میں اس کو دیر تک غور سے دیکھتا رہا۔ اس نے ایک بار بھی مجھے نہیں دیکھا۔ حالانکہ وہ میری نظروں کی تپش سے بے چین ہو رہی تھی مگر پھر بھی سر جھکائے بیٹھی رہی۔ واپسی پر اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا۔ ہم دونوں پیدل گیلی سڑک پر چلے جا رہے تھے۔ وہ لمحہ بہت خوبصورت تھا۔

"کیا تم اپنی منگیتر سے محبت کرتے ہو؟" اس نے چلتے چلتے مجھ سے سوال کیا۔

"نہیں، اس لڑکی سے شادی کرنا صرف ایک کاروباری ڈیل ہے۔ یوں سمجھو کہ میرے والدین نے میری بولی لگائی ہے۔"

"اگر اس سے محبت نہیں تو شادی کیوں کر رہے ہو؟"

"پتہ نہیں۔ شاید یہی میری قسمت ہے۔"

"یہ قسمت نہیں زیان۔ یہ تو تم خود کی ہار تسلیم کر رہے ہو۔ شاید تم کو اپنی زندگی کے فیصلے خود کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"ایسی بات نہیں ہے زالکہ۔ دراصل میں نے کبھی اس محبت کے بارے میں سوچا ہی نہیں۔ میرے لیے میری بیوی جو مرضی ہو مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مگر....."

"مگر کیا زیان؟"

"کچھ نہیں زالکہ۔ چلو آؤ باقی لوگوں کے پاس چلتے ہیں۔"

پھر ہم دونوں اٹھ کر باقی دوستوں کے پاس آ گئے اور ساری رات ہلہ گلہ کرتے رہے۔

اگلے دن ہم امریکہ کے لیے اڑان بھر گئے۔ امریکہ سے اٹلی اور اٹلی سے افریقہ کے جنگلوں میں۔ ہر دن انتہائی مشکل، تھکا دینے والا اور ایڈونچر سے بھرپور تھا۔ ہمارے دلوں کا ڈر ختم ہو گیا تھا۔ میں نے زالکہ کے ساتھ گزارے ہر پل کو تصویروں میں قید کر لیا تھا تاکہ جب اس کی یاد آئے تو ان کو دیکھ سکوں۔

اگر یہ تصویریں نہ ہوں تو بچھڑے لوگوں کی یاد ہمیں وقت سے پہلے ہی فنا کر دے۔ ہم نے ہر وہ جگہ دیکھی جو دیکھنے لائق تھی۔ ہر اس پل کو جیا جو کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

وہ ہماری ٹور کی آخری رات تھی۔اگلے دن ہم نے اپنے اپنے ملک کو اڑان بھری تھی۔ان سبھی لوگوں سے دور چلے جانا تھا جن سے چند دنوں میں بہت مضبوط ناطہ جڑ گیا تھا۔سب سے زیادہ افسوس مجھے زالکہ سے جدا ہونے کا تھا۔

اس رات ہمارے گائیڈ نے ہم سب کے لیے"friendshipband"لائے۔اس نے کہا کہ یہ ہماری روایت کا حصہ ہے کہ ہر ٹورسٹ کو یہ بینڈز دیئے جاتے ہیں تا کہ وہ ایک دوسرے کو اپنے نام کا بینڈ باندھ کر اپنی دوستی کا اظہار کرے اور اس ٹور کی یادگار کے طور پر ہمیشہ اپنے ساتھ رکھے۔

میں نے اپنے نام کا بینڈ زالکہ کی کلائی پہ باندھ دیا اور زالکہ نے اپنا میری کلائی پر۔اس وقت ہم دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔دیکھا کیا بلکہ ایک دوسرے کے اندر اتر کر روح پہ دستک دینے لگے۔

"کیا میں آج تم سے کچھ مانگ سکتی ہوں زیان؟"

(دعا ہے کہ تم مجھے ہی مانگ لو۔)میں نے دل ہی دل میں دعا کی۔

"ہاں کیوں نہیں۔مانگو جو دل چاہے تمہارا۔"

"مجھے تمہارے ساتھ ایک بار پھر سے تیرنا ہے۔کیا تم میری یہ وش پوری کر سکتے ہو؟"

چند لمحے تو میں بس اسے دیکھتا ہی رہا۔دل اچھل کر باہر آنے کو مچل رہا تھا۔

"ٹھیک ہے زالکہ۔مگر....."

"مگر کیا زیان.....؟"

"کیا تم مجھے آج وہی گانا سنا سکتی ہو؟"

اب حیرت سے دیکھنے کی باری اس کی تھی۔

ٹھیک ہے زیان۔میں تم کو گانا سناؤں گی۔"

اس رات چاند بھی مکمل تھا اور ہم دونوں گائیڈ کو بتا کر قریبی ندی کی طرف چلے گئے۔ہم نے سوئمنگ ڈریس پہن رکھا تھا۔اس رات زالکہ نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے ندی کی گہرائی کی طرف لے جانے لگی اور میں اس کے ساتھ ساتھ دنیا و جہاں سے بے خبر بس اسی کی مانتا گیا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

ہم ایک گھنٹے تک نہاتے رہے۔وہ لمحے زیست کے حاصل خوبصورت لمحے تھے۔ان لمحوں کو جی کر باقی کچھ بھی دیکھنے یا جینے کی حسرت ہی ختم ہوگئی تھی۔وہ ساتھ تھی تو لگ رہا تھا کہ سارا جہاں ساتھ ہے۔

کاش میں اس ندی میں ہمیشہ اس کو ساتھ رکھے زندگی گزار سکتا۔

کاش وہ میری محبوب ہوتی۔

پھر ہم واپس آ گئے۔رات کے تین بج گئے تھے اور ہم دونوں ڈریس تبدیل کر کے ندی کے قریب ہی بیٹھے تھے۔میں نے کیمرہ آن کر رکھا تھا اور وڈیو بنا رہا تھا۔زالکہ نے وہی گانا گانا شروع کر دیا۔وہ گاتی رہی اور میں اس کی آواز کے ساتھ ساتھ اس کے عشق میں ڈوبتا چلا گیا۔اس کی آواز میں بہت مٹھاس اور درد تھا۔

اگر اس وقت میرے پاس وہ قلم اور سیاہی ہوتی جس سے قسمت لکھی جاتی ہے تو میں وہ لمحہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی قسمت میں لکھ دیتا۔زالکہ نے گانا ختم کیا تو اس کے گالوں پر پھر اس کے آنسو پھسل رہے تھے۔میں نے اس لمحے کو اپنی زندگی کا آخری لمحہ تصور کرتے ہوئے زالکہ کے گالوں سے اس کے آنسو پونچھ ڈالے۔

چاند کی چاندنی سے زیادہ چمک اس کی آنکھوں میں تھی۔ہواؤں سے زیادہ تیزی اس کی زلفوں کی جھلمل میں تھی۔گلاب کی پتیوں سے بھی نازک اس کے ہونٹ یوں تھرتھرا رہے تھے جیسے کرب واذیت سے آنکھوں کو جھلسا کر رکھ دیں گے۔

وہ رات ہم نے باتوں ہی باتوں میں گزار دی۔وہ رات میری زندگی کی سب سے قلیل راتوں میں شمار ہوتی ہے۔اس کی قربت میں وقت کو بھی پر لگ گئے تھے۔گھنٹوں کا سفر سیکنڈوں میں طے ہوا تھا۔

زندگی میں اکثر ایسا وقت بھی آتا ہے جب کچھ لمحے گزارنے میں صدیاں بیت جاتی ہیں اور کبھی صدیاں لمحوں سے بھی کم وقت میں سمٹ جاتی ہیں۔وہ رات بھی لمحے سے کم وقت میں گزر گئی۔

اگلے دن ہم سبھی ایئر پورٹ پر کھڑے اپنے ٹور کا آخری وقت گزار رہے تھے۔سبھی کے چہرے مرجھائے ہوئے تھے مگر سبھی اپنے ساتھ بہت سہانی یادیں لے کر جا رہے تھے۔ہم نے وہاں ایک آخری گروپ فوٹو بنائی۔

سچ کہوں تو میرا واپس جانے کا دل نہیں کر رہا تھا۔زالکہ نے بھی کہا تھا کہ وہ یہاں سے جانا نہیں چاہتی۔وہ چاہتی تھی کہ اس ٹور کے سبھی لوگ ہمیشہ ہمیشہ اس کے ساتھ یہیں رہ جائیں اور وہ اپنی ساری زندگی یونہی ہنستے ہنستے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

گزار دے مگر زندگی کا ایک قانون ہے کہ زندگی کے سفر میں کوئی قدم پیچھے کی جانب نہیں رکھا جاتا۔ نئی منزلیں طے کرنا ہوتی ہیں۔ چاہے بندہ چاہے یا نہ چاہے۔ مانے یا نہ مانے۔

''کیا ہم پھر کبھی ملیں گے زیان؟''

زالکہ کا انداز استفہامیہ مگر چہرے پر پھر سے ملنے کی ایک التجا تھی۔ میں کچھ دیر تک بس اسے دیکھتا ہی رہا۔ اس کی آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔ اس کے پلکیں پھڑ پھڑا رہی تھیں شاید اس کی دھڑکنوں میں تیزی آ گئی تھی۔

''شاید۔'' میں نے یک لفظی جواب دیا۔

میرے نام کی اناؤنسمنٹ ہونے لگی اور میں نے زالکہ کو الوداعی نظروں سے دیکھا۔ اس نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ مضبوطی سے تھاما اور بولی۔

''زیان! کاش ہم جو چاہتے ہیں وہ کرنے کی ہمت بھی رکھتے۔ کاش وقت پہ ہمارا کنٹرول ہوتا۔ کاش ہم یہاں سے کبھی نہ جاتے۔ یا کاش ہم ملے ہی نہ ہوتے۔''

''زالکہ! ہم کرنے کو سب کچھ کر سکتے ہیں مگر دشتوں کی زنجیریں ہم سے ہماری قوت چھین لیتی ہیں۔ ہم کو کچھ کرنے کے قابل نہیں چھوڑتیں۔ زالکہ! میں یہ تو نہیں جانتا کہ ہم پھر ملیں گے یا نہیں لیکن اچانک سے میرا دل تم کو دعا دینے کا کر رہا ہے۔ زالکہ! اس کائنات میں جتنے ذرات ہیں نا تمہاری زندگی ان سے بھی زیادہ ہو۔ جتنے پھولوں کے باغات ہیں ان سبھی باغات کے پھولوں کی خوشبو سے بھی زیادہ تمہاری زندگی مہکے۔ جتنے بھی محبت کرنے والے ہیں نا وہ سب تم کو دیکھ کر محبت کرنا سیکھیں۔ تم کو دیکھ کر وفا کی مورت بنیں۔ زالکہ! تم ہمیشہ خوش رہنا۔ اگر تم خوش رہو گی تو کہیں دور پار کے دیس بسنے والا ایک انسان بہت خوش ہو گا کیونکہ تم جو خوش ہو گی۔

ایک شعر سناتا ہوں تمہیں۔

ستر حوروں کو گروی رکھ کر۔
ہم جنت میں تجھے ادھار مانگیں گے

الوداع زالکہ۔''

پھر میں سب کو ہاتھ ہلا کر ان سے الوداع لیتے ہوئے جہاز کے اندر جا بیٹھا۔ زالکہ سے الوداع کہتے وقت

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

میں نے اسے دیکھا تک نہیں۔ اگر دیکھ لیتا تو قیامت ہو جاتی۔ میری آنکھیں نمکین کھڑے پانی کی حدت سے تپ رہی تھیں۔ اگر زالکہ کو دیکھ لیتا تو وہ بہہ جاتیں اور میں اس کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتا تھا۔

میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ سر سیٹ پر جھکا لیا اور منہ پہ ہاتھ رکھ کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ زالکہ سے دور ہونے پر ایسا لگ رہا تھا جیسے میں اپنی زندگی سے اپنی خوشیوں سے دور جا رہا ہوں۔ اس سے ملنے کے بعد مجھے محبت کی شدت اور تڑپ کا اندازہ ہوا کہ کیسے محبت میں لوگ ہنستے ہنستے اپنی جان دے دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ گزرا وقت یاد کر کے دل خون کے آنسو روتا رہا۔

مجھے اس سے محبت تھی اور شاید اسے بھی۔

ہم دونوں ہی رشتوں کی ایسی ڈور سے بندھے ہوئے تھے جس کو توڑنا ہمارے ساتھ کئی زندگیوں کو برباد کر دیتا۔ شاید ہر ناکام محبت کے پیچھے کہیں نہ کہیں یہ ہمارے رشتے ہی ہوتے ہیں جن کا بھرم رکھنے کی خاطر ہم خود کو برباد کر دیتے ہیں۔ اس کے نام کا فرینڈ شپ بینڈ میری کلائی پر بندھا ہوا تھا۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے محبت سے میرا ہاتھ تھام رکھا ہو۔ اس کے نام کی خوشبو سے میری نبض چل رہی تھی۔

غم، عشق نے کیا ہے نڈھال اتنا
نبض چلتی ہے تو دکھتی ہے کلائی میری

اور پھر میں اپنے دیس لوٹ آیا۔ میری شادی ہو گئی۔ کچھ سال بعد وہ شادی ٹوٹ بھی گئی کیونکہ میں اسے وہ نہ دے سکا جو اس کا حق تھا۔ میں زالکہ کو کبھی دل سے نہ ہی نکال سکا اور نہ ہی اس کی جگہ کسی اور کو دے سکا۔ میں نے الگ گھر بنایا۔ الگ بزنس کر لیا۔ اور دو ملازموں کے ساتھ گھر میں اکیلا رہنے لگا۔

سب کچھ تھا زندگی میں۔ بس ایک وہ نہیں تھی۔ اور پھر ایک شام میرے گھر کی بیل بجی۔ ملازم گھر کو جا چکے تھے اور میں گھر میں اکیلا تھا اسی لیے مجھے ہی گیٹ تک جانا پڑا۔

میں نے دروازہ کھولا۔ کوریئر والا مجھے کوریئر دے کر چلا گیا۔ میں نے وہ پیکٹ کمرے میں آ کر کھولا۔ اس میں میری اور زالکہ کی تصویریں تھیں۔ ہر وہ یاد تھی جو ہم دونوں کے لیے جینے کی وجہ تھی۔

ایک کاغذ تھا جس میں اردو میں ایک تحریر لکھی ہوئی تھی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

"زیان!

حیران ہونا کہ اتنے سالوں بعد مجھے تمہاری یاد کیسے آ گئی۔ پاگل میں تمہیں بھولی ہی کب تھی۔ تم نے مجھے بے بس کر دیا زیان۔ تمہارے علاوہ یہ دل کسی کو دیکھنا ہی نہیں چاہتا۔ میں نے اپنے شوہر کو تم سے دور ہونے کے کچھ مہینے بعد ہی طلاق دے دی۔ کیونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میں اس کے ساتھ خوش نہیں رہ سکوں گی۔ یہ خط تمہاری زبان میں لکھنے کے لیے میں نے اردو بولنا اور لکھنا سیکھ لی ہے۔ سوچا تم کو آخری بار تمہاری بن کر یاد کروں۔ ہاں زیان میں تم سے بے انتہا محبت کرتی ہوں۔ تم تھے تو زندگی تھی۔ تم نہیں تو دیکھو اس زندگی کو گھن لگ گیا ہے۔

میں مر رہی ہوں یار۔ آ جاؤ نا ایک بار۔ صرف ایک بار اپنی صورت دکھا جاؤ۔

آؤ گے نا؟ جانتی ہوں کہ تم ضرور آؤ گے۔

میرے مٹی میں دفن ہونے سے پہلے آ جانا۔ نہیں تو مٹی کے نیچے مجھے تمہاری آواز سنائی نہیں دے گی۔ میں انتظار کر رہی ہوں تمہارا۔

تمہاری زالکہ۔"

آنکھیں ساون کی طرح برسنے لگیں۔ وہ حد سے زیادہ یاد آ رہی تھی۔ کتنے یقین سے اس نے خود کو "میرا" لکھا تھا۔ اسے یہ بھی یقین تھا کہ میں کسی کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکوں گا۔ تبھی تو اس نے اتنے سالوں کے بعد مجھ سے رابطہ کیا کہ اب تک میں سبھی رشتوں کو ٹھکرا کر اکیلا ہو چکا ہوں گا۔ اس نے میرا ایڈریس نجانے کیسے پتہ کروایا۔ شاید سبھی محبت کرنے والوں کو الہام ہوتے ہیں۔

اس دن میں اپنی زالکہ کے پاس جانے کی تیاری کرنے لگا۔ اور رات کو اپنے دیس سے اس کے دیس کی طرف اڑ گیا۔ اک نئی زندگی کی طرف۔ اک نیا قدم۔ اب اس کو خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔ کبھی نہیں۔ موت کو بھی اس تک آنے سے پہلے سو بار سوچنا ہوگا۔ اب کی بار میرا خدا اسے مجھ سے دور نہیں جانے دے گا۔

یہ میرا ایمان ہے۔ اور یہی میرا یقین ہے۔

ختم شد

itsurdu.blogspot.com